بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

018: سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر (آیات: 100-83)

سورۃ الکھف کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے اللہ تعالی کے اس فرمان پر اور یہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالی ہے:

أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳﴾ (الکھف:83)

(میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ سے سوال کرتے ہیں ذوالقرنین کے تعلق سے اِن سے کہہ دیں کہ میں اُس کا آپ کے سامنے کچھ ذکر کر دیتا ہوں)

ذوالقرنین کے قصہ کی ابتداء اس آیت سے ہوتی ہے، ذوالقرنین کون ہیں اور اس قصے میں جیسا کہ ہم آگے آگے دیکھیں گے کہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو حیران کن ہیں اور اللہ تعالی اپنے خاص بندوں کو خاص نعمتوں سے نوازتا ہے خاص رحمتیں ہوتی ہیں، اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے معجزات ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کے اولیاء کے لیے کرامات ہوتی ہیں۔

سب سے پہلے:

(۱) یہ ذوالقرنین کا نام جو ہے ذوالقرنین کیوں رکھا گیا ہے؟

(۲) یہ شخص کون ہے نبی ہے کہ نہیں ہے؟

(۳) کس زمانے کا ہے؟

اس میں کچھ چند روایات اور سلف کے اقوال موجود ہیں:

(۱) ذوالقرنین کہا گیا اس لیے کہ اللہ تعالی نے ان کو یہ طاقت دی ہے کہ دنیا میں بہت سارے ممالک پر اس شخص نے قبضہ کیا ہے، بہت بڑا بادشاہ گزرا ہے۔

(۲) اور اہل ایمان میں سے ہے اللہ تعالی کا نیک اور پیارا بندہ ہے۔

(۳) مشرق سے مغرب تک حکومت تھی جیسا کہ آگے بھی ذکر آئے گا، تو مشرق سے مغرب دو الگ الگ چیزیں ہیں:

(۱) اس لیے بھی کہا گیا کہ ذوالقرنین ہیں ایک تو یہ ہے۔

(۲) پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ روم اور بلاد الروم اور فارس دونوں پر انہوں نے حکومت کی ہے تو اس اعتبار سے ذوالقرنین کہا گیا ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ اللہ تعالی نے انہیں ظلمت اور روشنی کی طاقت بھی دی ہے جہاں پر جاتے تو ظلمت چھا جاتی تھی اور اُن کو کچھ نظر نہیں آتا تھا تو وہاں پر حملہ آور ہوتے تھے اور فتح ہو جاتی تھی ایک یہ بھی کہا گیا ہے کہ اضداد جو ہیں ذوالقرنین اس اعتبار سے بھی کہا گیا ہے۔

الغرض،ان کا زمانہ جو تھا ایک روایت میں آیا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے کے تھے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ان کی ہوئی اُس زمانے کے ہیں اور دنیا کے بہت بڑے بادشاہوں میں سے گزرے ہیں۔

امام مجاہد رحمہ اللہ جو تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑے بادشاہ چار گزرے ہیں اُن میں سے دو مومن ہیں اور دو کافر ہیں:

(۱)جو دو مومن ہیں وہ سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام اور ذوالقرنین۔

(۲)اور جو کافر ہیں وہ دو ہیں ایک ہے نمرود دوسرا ہے (فرعون تو صرف مصر کی حد تک تھا ناسب سے بڑا تھوڑی تھا سب سے بڑے سے مراد کہ آدھی دنیا سے زیادہ اُن کی مملکت تھی بہت بڑی وسیع مملکت تھی، نہیں قیصر کہاں کسریٰ کہاں چھوٹے چھوٹے سے) نام سنا ہو گا بخت نصر، بخت نصر جو ہے ایک بادشاہ گزرا ہے یہ وہ شخص ہے جس کا ذکر سورۃالاسراء میں ہے کہ یہودیوں کا خاتمہ اس نے کیا اور بیت المقدس سے نکالا ہے:

﴿فَجَاسُوا خِلَلَ الدِّيَارِ﴾ (الاسراء:5): فساد کیا اور بیت المقدس میں آکر یہودیوں کو نکالا ہے یہ شخص ہے۔

ذوالقرنین کے تعلق سے ایک اور بھی غلط فہمی ہے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سکندر مقدونی ہے الیگزینڈر دی گریٹ (Alexander the Great) جسے کہتے ہیں یہ غلط ہے؛امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

()کہ ذوالقرنین عرب میں سے ہیں وہ عجم میں سے ہے یونانی ہے۔

()پھر ذوالقرنین اہل ایمان میں سے ہیں وہ کافر تھا جو یونانی ہے۔

() پھر زمانے میں دیکھیں کہ ذوالقرنین کا زمانہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا زمانہ ہے جو کئی ہزار سال پہلے تھا اس کے زمانے سے جو الیگزینڈر (Alexander) ہے۔

تو یہ غلط تاثر ہے بعض لوگوں کو بلکہ غلط فہمی لگی ہے یہاں پر جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ذوالقرنین جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے یہ الیگزینڈر دی گریٹ (Alexander the Great) ہے، تو انہوں نے کہا کہ یہ غلط ہے۔

سوال: نمرود بھی ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے کا ہے؟

جواب: جی ہاں!

سوال: ذوالقرنین اور نمرود دونوں کا کلیش (Clash) نہیں ہوا؟

جواب: ملاقات ہوئی تھی اور نمرود کیونکہ جلدی مر گیا تھا اور نمبرود کے ملک پر بھی یہ بندہ قابض ہوا ہے، جتنا ملک اس کا تھا اس پر بھی قابض ہوا اور اس کے علاوہ بھی بہت سارے ملکوں پر قابض ہوا۔

تو یہ چند ابتدائی جملے ہیں اس موضوع کے تعلق سے آگے ان شاءاللہ تفصیل میں بھی بتائیں گے۔

سوال کس نے کیا ہے ﴿يَسْـَٔلُونَكَ﴾؟ کس نے میں نے پہلے درس میں بتایا ہے؟

مشرکین عرب جو تھے ناوہ اس تاڑ میں تھے کہ کہیں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی غلطی پکڑ لیں،اُن کو پتہ تھا کہ یہود و نصاریٰ جو ہیں اُن کے پاس علم ہے تورات اور انجیل کا اور وہ جانتے ہیں کچھ علامت بھی اُن کی کتابوں میں ہیں جو آخری نبی آئے گا،انکاری یہود بھی تھے نصاریٰ بھی تھے اور انکاری

مشرکین بھی تھے تو کہتے ہیں نا کہ آپ کے دشمنوں کا دشمن جو ہے دوست ہوتے ہیں آپس میں تو مشرکین جا کر اُن سے پوچھتے ہیں یہود و نصاریٰ سے کہ بھئی ہمیں ایسا کچھ بتائیں کہ ہم غلط ثابت کریں، انہوں نے کہا کہ آپ ایسا کریں آپ یہ دو تین سوال پوچھ لیں اُن سے پتہ چل جائے گا:

(۱) اصحاب الکھف کون تھے؟

(۲) روح کیا ہے؟

(۳) اور پھر ذوالقرنین کے بارے میں پوچھیں ایک بہت بڑا بادشاہ گزرا ہے اس کے بارے میں وہ لوگ کیا جانتے ہیں۔

تو اس لیے:

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ﴾ (سوال کرتے ہیں آپ سے مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ جو ہیں ان کے تعلق سے)

﴿عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ﴾ (ذوالقرنین کے تعلق سے)

﴿قُلْ﴾ (کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!)

﴿سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾﴾ (میں کچھ خبر دوں گا (پوری خبر نہیں پوراذ کر نہیں ہے کچھ خبر میں دوں گا))۔

یعنی جو تحصیل حاصل ہے وہ ہو جائے گا جو وہ چاہتے ہیں ان کا مقصد پورا ہو جائے گا جو وہ جاننا چاہتے ہیں وہ بتا دوں گا باقی تفصیل تو اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کیونکہ قصہ ہی عجیب ہے! اس کی مزید تفصیل میں جانا کیونکہ تورات اور انجیل میں بہت ساری غلط بیانیاں بھی ہیں تحریف بھی ہے تو تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ایسے میں قصہ ایسے میں ذکر آپ کو بتاؤں گا جو آپ کے لیے ایمان کو مضبوط بھی کر دے جو اہل ایمان ہیں اور جو مخالفین ہیں اُن کو جواب بھی مل جائے گا جو وہ چاہتے ہیں۔

﴿اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾﴾ (الکھف:84)

(بے شک ہم نے اس کو زمین میں تمکین قدرت دی ہے ﴿وَاٰتَيْنٰهُ﴾ اور ہم نے اسے دیا ہے (کیا چیز؟) ﴿مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾ ہر چیز سے اسے سبب دیا ہے اور کچھ خاص سامان یا راستہ یا منزل بتائی ہے)

سبب سے کیا مراد ہے اس میں سلف کے مختلف اقوال ہیں:

(۱) بعض نے کہا کہ علم اس سے مراد ہے کہ خاص علم عطا فرمایا ہے اُس علم کے ذریعے سے دنیا کو فتح کر دیا ہے۔

(۲) بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے لیے جو باد ہے وہ مسخر کر دیا ہے کہ کتنی تیزی سے اسپیڈ سے جاتے تھے۔

(۳) بعض نے یہ کہا کہ اللہ تعالی نے اسے خاص قسم کے اسباب تھے جو اللہ تعالی بہتر جانتے ہیں کیا تھے، خاص راستے تھے یا خاص ایسی منازل تھیں جن پر پہنچتا تھا تو اُن کے معاملات آسان ہو جاتے تھے۔

(۴) ﴿مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾: جہاد کے لیے جنگ کے لیے تمام جو تیاریاں تھیں اور ساز و سامان تھا سب اللہ نے مہیا کر دیا ہے کسی چیز کی کمی نہیں تھی اُن کے پاس۔

﴿فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝٨٥﴾ (الکھف:85)

(اُن اسباب میں سے ایک سبب کی اتباع کی اور پیچھے چلے(اور مغرب کی طرف گئے))

اب دیکھیں قصہ کہاں سے شروع ہوتا ہے مغرب سے لے کر مشرق تک اور پھر بیچ میں کیا ہوا آپ دیکھیں کتنے پیارے انداز میں ہے!

﴿حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾ (الکھف:86): یہاں تک کہ جب وہ پہنچے سورج کے غروب ہونے کی جگہ تک(﴿مَغْرِبَ الشَّمْسِ﴾ سورج غروب ہونے تک)۔

﴿وَجَدَهَا﴾: تو پایا سورج کو۔

﴿تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾: غروب ہوتے ہوئے پایا(یعنی اپنی نظر سے دیکھا کہ سورج جہاں پر غروب ہو رہا ہے)﴿فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ﴾: کہ ایسے چشمے میں یا ندی میں جو بہت گرم ہے اور کیچڑ یا دلدل کی مانند ہے۔

﴿وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا﴾: اور وہاں پر ایک قوم کو بھی پایا۔

﴿قُلْنَا يَٰذَا الْقَرْنَيْنِ﴾: تو ہم نے کہا اے ذوالقرنین!

﴿إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝٨٦﴾: یا آپ چاہیں تو ان کو عذاب دے دیں اور چاہیں تو ان سے کوئی بھلائی والا کام لیں۔

مشرکین تھے وہ لوگ جو اس جگہ پر موجود تھے یعنی "عکس المغرب": اب یہ دیکھیں یعنی اُن کو یوں لگ رہا تھا کہ سورج جو ہے وہ غروب ہو رہا ہے اس جگہ پر جبکہ سورج تو ظاہر ہے کسی ندی میں یا کسی چشمے میں تو غروب نہیں ہوتا یعنی یہ تعبیر کتنے خوبصورت انداز کی تعبیر ہے یعنی "عکس المغرب" مغرب کی جو ایک انتہا تھی جہاں پر کوئی آخری جگہ یہ قوم رہتی تھی وہاں تک پہنچے کیونکہ وہاں سے ابتداء ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی شروع سے آخر تک کی ہے دیکھیں اس لیے سب سے بڑے فاتح ہیں نا دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔

تو اُس کے پیچھے کوئی اور جگہ نہیں تھی (مغرب میں اس کے پیچھے کوئی ملک یا اور جگہ نہیں تھی) وہاں تک پہنچے تو وہ لوگ بھی تو کافر تھے مشرکین تھے شرک کرنے والے تھے تو اختیار دیا اللہ تعالیٰ نے کہ چاہے تو آپ اُن کو سزا دیں عذاب دیں قتل کریں اُن کو اور چاہے تو بھلائی کا طریقہ اپنائیں اور اُن کو جنگی قیدی بنالیں یا اُن کو بعد میں آزاد کر دیں، اختیار دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے اور نیک بندے کو۔

ایک بات رہ گئی تھی کہ نبی ہیں یا نہیں؟ قول راجح ہے کہ انبیاء میں سے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہیں۔

﴿قَالَ﴾ (الکھف:87): ذوالقرنین فرماتے ہیں۔

﴿أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ﴾: جس نے شرک کیا(ظلم سے مراد یہاں پر شرک ہے اور اپنے اوپر ظلم کیا یعنی شرک اور کفر کی نافرمانی کر کے)

﴿فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ﴾: تو یقیناً ہم اسے عذاب دیں گے(یعنی قتل کریں گے سخت سزا دیں گے)۔

﴿ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ﴾: پھر وہ اپنے ربّ کی طرف واپس لوٹے گا(یعنی دوبارہ زندہ ہو گا مرنے کے بعد)۔

﴿فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ۝٨٧﴾: تو اللہ تعالیٰ اسے بہت ہی سخت عذاب دے گا(یعنی قیامت کے دن)۔

اور سب سے سخت عذاب کیا ہوتا ہے مشرکین کے لیے اور کفار کے لیے؟ جہنم کی آگ (نعوذ باللہ)، اور اس میں مرنے کے بعد زندگی کو بعث کو بھی ثابت کیا گیا ہے۔

دوسری طرف:

﴿وَ اَمَّا مَنۡ اٰمَنَ﴾ (الکھف:88): اور وہ جو ایمان لائے۔

﴿وَ عَمِلَ صَالِحًا﴾: اور اچھے اور نیک عمل کیے۔

﴿فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالۡحُسۡنٰی﴾: تو اس کی جزاء حسن ہے (یعنی جنت ہے آخرت میں)۔

﴿وَ سَنَقُوۡلُ لَهٗ مِنۡ اَمۡرِنَا یُسۡرًا ﴿۸۸﴾﴾: اور ہم اس کے لیے بڑی آسان اور نرم بات کریں گے (نرمی سے پیش آئیں گے نرم بات کریں گے)۔

اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے وہ اہل ایمان میں سے ہے، آخرت میں اُس کے لیے جنت ہے دنیا میں بھی اُس کے لیے عزت افزائی ہے اور وہ ہمارا ساتھی ہے اور بڑی نرمی سے پیش آئیں گے۔

دیکھیں بادشاہ جب طاقتور ہوتا ہے نا اور اتنی بڑی فوج اس کے پاس ہوتی ہے آپ سے پیار محبت سے بات کرتا ہے قریب کرتا ہے تو عزت بھی ہوتی ہے حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے اور ایمان میں مضبوطی بھی ہوتی کہ میں نے اتنا اچھا کام کیا ہے کہ بادشاہ مجھے اپنے قریب کر رہا ہے اور نرمی سے کام لے رہا ہے، یہ خوشخبری ہے ان کے لیے جو اسلام میں داخل ہوئے اور ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے۔

یہ تھا مغرب والے لوگوں کا قصہ پھر وہاں سے آگے چلے:

﴿ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾﴾ (الکھف:89): پھر اور کہیں سبب اور راستہ اختیار کیا ہے (پھر ایک اور راستہ اختیار کیا ہے سبب اختیار کیا ہے)۔

﴿حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ﴾ (الکھف:90): یہاں تک کہ سورج طلوع ہونے تک پہنچا۔

﴿وَجَدَهَا تَطۡلُعُ﴾: تو سورج کو پایا طلوع یعنی نکل رہا ہے۔

﴿عَلٰی قَوۡمٍ﴾: ایسی قوم ایسے لوگوں پر۔

﴿لَّمۡ نَجۡعَلۡ لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا سِتۡرًا ﴿۹۰﴾﴾: جن پر ہماری کوئی اوڑ یا کوئی ستر نہیں تھا۔

یعنی ایسے لوگ تھے جن کا نہ تو کوئی گھر تھا نہ کوئی چھت تھی نہ کوئی درخت تھا نہ کوئی پہاڑ تھا، ایسی جگہ چٹیل میدان تھا سورج ایسی قوم پر نکلتا تھا سورج کی روشنی اُن کو تکلیف پہنچاتی تھی، تو بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ وہ جو زمین میں سرنگیں ہوتی تھیں زمین کے نیچے جیسے گور ہوتے ہیں نا جانوروں کی ایسی گور بنی ہوتی تھیں تو وہاں پر چلے جاتے تھے، بعض نے یہاں تک بھی کہا ہے کہ پانی کے چشمے میں پانی کے اندر وہ بیچارے سارا دن گزارتے تھے پانی کے اندر رہ کر سورج سے بچنے کے لیے پھر نکلتے تھے پھر پانی میں جاتے تھے اس طریقے سے۔

تو ایسی قوم تھی (سبحان اللہ) اُس قوم کی طرف پہنچے ہیں۔

اب دیکھیں راستے میں یہ سب جتنی جگہ تھی فتح ہوتی آئی ہے، مغرب سے لے کر اس جگہ پر پہنچنے تک جتنے بھی باقی اور لوگ تھے آہستہ آہستہ اللہ تعالی نے ایسے اسباب مہیا کیے کہ اسلام پھیلتا گیا اور لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے گئے۔

قاعدہ یہ تھا کہ جو ایمان اسلام قبول کرتا تھا اُس کے لیے نرمی سے پیش آتے تھے اعزاز ہوتا تھا اپنا ساتھی بنا لیتے تھے جو کفر پر جمے رہے اُن کو قتل کیا اُن کو سزا دی معاف نہیں کیا کیونکہ کیا فرمایا ہے؟ کہ ہم اُسے سزا دیں گے:

﴿نُعَذِّبُهٗ﴾ (الکھف:87)، قتل کریں گے چھوڑیں گے نہیں جبکہ اللہ تعالی نے اختیار دیا تھا کہ آپ چاہیں تو جنگی قیدی بنا سکتے ہیں لیکن اتنا ایمان مضبوط تھا اور اتنی طاقت تھی کہ نہیں! اختیار تو ہے ٹھیک ہے لیکن راستے دو ہیں یا ایمان ہے یا قتل ہے (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿كَذٰلِكَ﴾ (اور اسی طریقے سے (جو ہم نے اُن کے لیے مہیا کیا) حقیقت یہ ہے)

﴿وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا﴾ (ہمیں مکمل احاطہ ہے ہر خبر سے جو وہ کر رہا تھا) (الکھف:91)۔

جو اُن کے پاس تھا جو اُن کو مہیا کیا گیا ہے جیسے وہ جہاد کر رہا تھا جس جگہ سے وہ گزر رہا تھا جو سبب اختیار کر رہا تھا اور جو جو اُس نے کام کیا مکمل احاطہ اللہ تعالی کو ہے، اتنا بڑا بادشاہ اتنی بڑی زمین اتنی بڑی فتوحات اتنی بڑی کامیابیاں اللہ تعالی کو سب کا علم ہے اور سب کا اللہ تعالی کو احاطہ ہے کوئی چیز اللہ تعالی سے مخفی نہیں ہے۔

﴿ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا﴾ (پھر ایک راستہ ایک سبب اختیار کیا (اور اُس سبب کے پیچھے چلے)) (الکھف:92)۔

﴿حَتّٰٓى﴾ (یہاں تک کہ) ﴿اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ﴾ (جب دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچے) ﴿وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا﴾ (تو اُن کے علاوہ یعنی اُن کے آگے پایا) ﴿قَوْمًا﴾ (ایک قوم کو) ﴿لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا﴾ (جو کوئی زبان کوئی قول سمجھ نہیں سکتے تھے) (الکھف:93)۔

ایسی قوم تھی کہ اُن کی اپنی کوئی زبان تھی کوشش کی سمجھانے کی سمجھتے نہیں تھے، کچھ بات کرنا چاہتے تھے سمجھ نہیں آرہی تھی اسلام تو قبول کر لیا تھا لیکن کوئی مسئلہ تھا اُن کو کچھ سمجھانا چاہتے تھے تو کیسے سمجھایا؟

﴿قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ﴾ (کہا) (الکھف:94)؛ تو پھر جب ﴿لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا﴾، پھر ﴿قَالُوْا﴾ سمجھ کیسے آئی؟

(۱) مفسرین فرماتے ہیں کہ کئی مترجم آئے ترجمہ کرنے کے لیے تو ترجمے کے ذریعے سے بات چیت ہوئی ذوالقرنین سے، مترجم بیچ میں تھے وہ ترجمہ کرتے تھے۔

(۲) بعض مفسرین نے کہا کہ ایک سے زیادہ مترجم تھے کہ ایک کو سمجھ نہیں آتی تھی ایک زبان سے تو دوسری تیسری پھر مختلف زبانوں سے پھر جا کر بات سمجھ آتی تھی کون سی تھی۔

الغرض: ﴿قَالُوا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ﴾ (انہوں نے کہا عرض کی یا ذوالقرنین!) ﴿إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ﴾ (کہ بے شک یاجوج اور ماجوج جو ہیں یہ زمین پر فسادی ہیں فساد برپا کرتے ہیں) ﴿فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰى﴾ (تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال جمع کر دیں) ﴿خَرْجًا عَلٰى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝٩٤﴾ (تاکہ آپ ہمارے اور اُن کے بیچ میں کوئی دیوار کھڑی کر دیں) (الکھف:94)۔

یاجوج اور ماجوج یہ کون ہیں اور ان کا ذکر جو صحیح احادیث میں آیا ہے اور قرآن مجید کی بعض آیات میں بھی آیا ہے اور سلف کے جو اقوال ہیں کچھ غلط باتیں بھی ہیں ان کے تعلق سے کیونکہ اسرائیلیات سے لیے گئے ہیں، تورات اور انجیل جو تحریف شدہ ہیں اُن میں سے کچھ خبریں لی گئی ہیں لیکن جو اِس قوم کے تعلق سے جو صحیح قول ہے وہ یہ ہے جو حدیث کی روشنی میں ہے کہ: (۱) ایک قوم ہے یہ جو فسادی ہے۔ (۲) اور یہ انسان ہیں کیونکہ بعض نے کہا کہ یہ جانور ہیں یہ بلائیں ہیں پتہ نہیں یہ خون خوار جانور ہیں، نہیں! انسان ہیں۔ (۳) اور نوح علیہ الصلاۃ والسلام کا بیٹا یافث جو ہے اُن کی اولاد میں سے ہیں۔

نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے تین بیٹے ہیں، سام، حام اور یافث:

(۱) سام کی اولاد یہ گورے جو ہیں یورپ والے امریکہ والے سارے گورے۔

(۲) حام کی اولاد افریقن اور ہم بھی اُن میں شامل ہیں بیچ والے جو ہیں۔

(۳) اور تیسرے یافث، یافث کی اولاد میں سے یہ جو چائنا والے ہیں یہ سارے جو ہیں یہ اُن کی نسل میں سے ہیں اور اُن کا یہ ایک حصہ ہے، سب سے بڑا حصہ وہ ہیں جو اس وقت موجود نہیں ہیں اور وہ ہیں یاجوج اور ماجوج۔

دوسری بات اِن کے تعلق سے جو صحیح حدیث میں آیا ہے صحیح بخاری کی روایت میں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ" (ویل ہے سخت وعید ہے بڑی خرابی ہے عرب کے لیے)؛ عرب کا ذکر اس لیے نہیں ہے کہ عجم بچ جائیں گے اس لیے ہے کہ اگر عرب کے لیے ویل ہے تو عجم کے لیے اُس سے بڑی ویل ہے بڑی سخت وعید ہے بڑی خرابی ہونے والی ہے۔

کیا خرابی ہے کیا معاملہ ہے؟ ایک مرتبہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی گھر پہنچے سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو زوجہ مطہرہ ہیں اُم المؤمنین نے دیکھا کہ کافی پریشان حالت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشان تھے، فرماتے ہیں: "وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ" (خرابی ہے، بہت بڑی خرابی ہے عرب کے لیے ایسے شر کہ جو بہت قریب آن پہنچا ہے، بہت بڑا شر آنے والا ہے)، کیا شر ہے؟ "فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ" (اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں اشارہ فرمایا یہ جو انگوٹھا ہے اور انگشت شہادت ہے دونوں کو آپس میں ملایا کہ یاجوج اور ماجوج کی دیوار میں سے اتنا سوراخ ہو چکا ہے)، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!: "أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟" (کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہمارے اندر نیکو کار لوگ بھی موجود ہیں سب ہلاک ہو جائیں گے؟! (اُن کو پتہ ہے کہ یاجوج اور ماجوج آئیں گے تو پھر ہلاکت ہے فسادی ہیں قتل وغارت کرتے ہیں))، اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! (کب؟) "إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ" (نیک اور صالح لوگ بھی نہیں بچیں گے جب خباثت پھیل جائے گی)۔

"کَثُرَ الْخَبَثُ": شرک ، بدعات ، خرافات ، نافرمانیاں ، بدکاریاں ، زناکاریاں ، بے پردگی یہ سب جب پھیل جائے گا نافرمانیاں پھیل جائیں گی خباثت پھیل جائے گی تو پھر اہل صلاح کے لیے بھی کوئی خیر نہیں ہے!

اچھا اُن کا کیا قصور ہے بھئی؟!

ایک روایت میں آیا ہے خسف کی حدیث میں آخرت کی نشانیوں میں کہ ایک خسف ہو گا زمین میں اور اس میں لوگ دھنس جائیں گے مر جائیں گے، تو سیدہ عائشہ عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس میں نیک لوگ بھی تو ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مریں گے سب لیکن سب کا اپنی نیت کے اعتبار سے پھر دوبارہ حساب ہو گا"۔

نیت کیسی تھی اہل ایمان میں سے تھے یا نہیں، صالح تھے یا فاسق تھے اس کی بنیاد پر، وہ تو حق ہے سب نے مرنا ہے اگر آپ زلزلے میں نہیں مریں گے خسف میں نہیں مریں گے تو ویسے مر جائیں گے مرنا تو سب نے ہے تو موت کا مسئلہ نہیں ہے مسئلہ اس کا ہے موت کس حالت میں ہوتی ہے اصل مسئلہ یہ ہے۔

الغرض: تو یہاں پر بہت بڑی خرابی ہے سخت وعید ہے عرب کے لیے بھی اُس سے بڑھ کر عجم کے لیے بھی، عرب اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں قرآن اور سنت کو آسانی ہے اُن کے لیے تو اُن کے لیے بھی ویل ہے اور وہ کیونکہ قریب ہیں تو اُن میں اچھے لوگوں کا بھی زیادہ چانس ہے، تو جو سمجھتے بھی ہیں جن کی بُرائی کا زیادہ چانس ہے وہ کیسے بچیں گے؟! اگر عرب نہیں بچیں گے تو پھر عجم بھی من باب اولی نہیں بچیں گے تو وعید سب کے لیے ہے!

یاجوج اور ماجوج کی دیوار سے اتنا سوراخ ہو چکا ہے کب کی بات ہو رہی ہے؟ 1400 سال پہلے (اب سوراخ کتنا پہنچا ہے اللہ اَعلم لیکن یہ یقینی بات ہے کہ شاید اس سے زیادہ ہی ہو گا)۔

سوال: یعنی یاجوج ماجوج تب سے لے کر اب تک اب تک زندہ ہیں؟

جواب: ہاں! جب سے اب تک زندہ ہیں۔

چائنیز (Chinese) زندہ ہیں کہ نہیں؟

سوال: قوم زندہ ہے یا یاجوج اور ماجوج جو انسان ہیں وہ زندہ ہیں؟

جواب: یاجوج اور ماجوج یہی قوم کا نام ہے یہ شخص کا نام نہیں ہے یہ قوم ہے، وہ تو ظاہر ہے کہ نسل ہی ان کی ہے، یاجوج اور ماجوج یہ دو قبیلے ہیں قومیں ہیں ایک ہی جگہ پر رہنے والے ہیں۔

الغرض: تو اس حدیث میں یہ بھی ثابت ہوا "أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟": ہلاکت کا لفظ ہے، یعنی یہ لوگوں کو ہلاک کریں گے فساد برپا کریں گے جیسا کہ اس قرآن مجید کی آیت میں آیا ہے ﴿مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ﴾: فسادی ہیں؛ فساد صرف یہ نہیں کہ مال چھینیں گے لوٹیں گے، نہیں! قتل کریں گے۔

یعنی بعض سلف نے مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ لوگوں کا گوشت بھی کھائیں گے، یعنی اتنی زیادہ تعداد ہے اُن کی کہ جب گزریں گے تو ایک چشمہ پانی کا جو ہوتا ہے لیک (Lake) جسے کہتے ہیں لیک (Lake) پر گزریں گے اُن کا جو شروع میں ہو گا وہ پینا شروع کرے گا جو آخر میں ہو گا وہ کہے گا کہ کسی زمانے

میں یہاں پر پانی ہوا کرتا تھا(پوری لیک (Lake) پی جائیں گے کچھ بچے گا نہیں)، جہاں سے گزریں گے کوئی زندہ چیز نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ جانوروں کو قتل کر کے کھا جائیں گے اتنے فسادی ہیں!

الغرض،اور بھی صحیح احادیث میں آیا ہے ان کے ذکر میں سے ظہور جو ہے کہ کب نکلیں گے، صحیح حدیث میں آیا ہے صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول کے بعد اور دجال کا قتل کرنے کے بعد۔

اللہ تعالی وحی نازل کریں گے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر جب دجال کا قتل ہو جائے گا خاتمہ ہو جائے گا اللہ تعالی وحی کے ذریعے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرمائیں گے کہ اب میں ایسی قوم نکالنے والا ہوں اب ایسی قوم نکلے گی جن پر تیری کوئی طاقت نہیں ہے(روک نہیں سکتے کوئی روک نہیں سکتا اُن کو)اس لیے پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ، چنانچہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کے ساتھ جو باقی مومن تھے سب سارے کے سارے پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف چلے جاتے ہیں پھر یاجوج اور ماجوج آتے ہیں اور وہ جو دیوار ہے وہ گر جاتی ہے(میں بتاتا ہوں کہ دیوار کیسے تعمیر ہوئی پہلے قصہ پورا بتاتا ہوں تاکہ پتہ چلے صحیح احادیث میں جو قصہ آیا ہے)اور وہ نکلیں گے ﴿مِّنۡ كُلِّ حَدَبٍ يَّنۡسِلُوۡنَ﴾ (الانبیاء:96)،ہر اونچی جگہ سے آپ دیکھیں گے جیسا کہ کیڑیاں ہوتی ہیں نا جو نکلتی ہیں اپنی گورسے تو کتنی جلدی سے پھیلتی ہیں اللہ تعالی نے اس طریقے سے بیان فرمایا ہے کہ بڑی تیزی سے۔

اور جیسے میں نے کہا ہے کہ کوئی زندہ چیز نہیں چھوڑیں گے بہت ہی دنیا میں پھیلیں گے قتل وغارت ہو گی جو اہل ایمان جو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے اوپر پہاڑوں پر ہوں گے، شدید قحط ہو جائے گا(ظاہر ہے کھانے پینے کی کوئی چیز بچے گی نہیں نیچے اتر نہیں سکتے پہاڑوں سے پہاڑوں میں ہوتا کیا ہے زندگی کیا ہے پہاڑوں میں ؟!)تو کافی تکلیف دہ وقت ہو گا یہاں تک کہ ایک جو سر ہے بیل کا وہ یعنی سو دینار سے بھی زیادہ مہنگا ہو گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس وقت کی قیمت جو ہے(یعنی بیل کا سر کون کھاتا ہے کوئی قیمت نہیں ہے، یعنی بے قیمت چیز کھانے کے لیے اُس وقت یہ اتنا زیادہ قیمتی ہو جائے گا کیونکہ کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے!)،الغرض، تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالی سے دعا کریں گے حدیث میں آیا ہے: "کہ اللہ تعالی! ہمیں ان سے نجات عطا فرما!"۔

وہ کچھ عرصہ رہیں گے قتل وغارت کریں گے اللہ تعالی کی حکمت ہے(سبحان اللہ) کوئی روک نہیں پائے گا اُن کو اور اس سے علماء نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ "جہاد الدفع" بھی طاقت اور قدرت کے بغیر جائز نہیں ہے اور ساقط ہو جاتا ہے(اگر طاقت اور قدرت نہیں ہے تو آپ جہاد الدفع بھی اگر نہیں کرنا چاہتے تو آپ پر فرض نہیں ہے ساقط ہو جاتا ہے)۔

جہاد کی دو قسمیں ہیں نا:

(۱)ایک تو طلب ہے اس کے لیے ظاہر ہے طاقت اور قدرت ہے ساز و سامان تو ہونا چاہیے آپ کے پاس، ایمان تو سب سے پہلی شرط ہے کہ ایمان ہونا چاہیے مومن ایمان سے لڑتا ہے ہمیشہ۔

(۲)لیکن اگر کوئی کافر حملہ آور ہو جائے آپ کے اوپر کیا آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے دفاع میں جان بھی قربان کر دیں؟ نہیں! یہ لازم نہیں ہے آپ پر۔

سوال: سرینڈر (Surrender) بھی کر سکتے ہیں؟

جواب: سرینڈر (Surrender) بھی کر سکتے ہیں۔

کیوں؟ کیونکہ یہاں پر جب طاقت نہیں تھی تو اللہ نے کیا فرمایا ہے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو کیا حکم دیا ہے؟ پہاڑوں کی چوٹی پر چلے جائیں اپنے گھر چھوڑ دیں، اپنا ملک چھوڑیں گھر چھوڑیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں اپنی جان بچاتے ہوئے۔

تو یہ بھی علماء فرماتے ہیں یہ دلیل ہے کہ جہاد الدفع کے لیے بھی طاقت شرط ہے اگر طاقت نہیں ہے تو جہاد بھی آپ پر فرض نہیں ہے۔

اِن کا خاتمہ کیسے ہوتا ہے؟ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالی! ہمیں اِن کے شر سے نجات عطا فرما۔

ایک چھوٹا سا کیڑا ہوتا ہے نا کیڑا بیماری ہوتی ہے گردن کے پیچھے وہ کیڑا اِن سب کو لگتا ہے ایک وقت میں لگتا ہے سب کو اور ایک وقت میں سارے بیمار پڑ جاتے ہیں اور ایک وقت میں سارے مر جاتے ہیں کوئی باقی زندہ نہیں رہتا، اتنی زیادہ تعداد میں موجود ہوتے ہیں زمین پر کہ بدبو شروع ہو جاتی ہے۔

اب عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام واپس تو آ گئے نیچے زمین پر اُتر آئے پہاڑوں سے اب ساری گندگی پھیلی ہوئی ہے اور اُن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں پورے اتنی بیماری لگتی ہے اُن کو، تو اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی! اب اس شر سے بھی نجات عطا فرما ہم کیسے رہیں دنیا میں؟! زمین پر کیسے رہیں؟! تو اتنی اللہ تعالی بارش برساتا ہے تیزی سے اور اُس بارش سے وہ بہنا شروع ہو جاتے ہیں اور پھر ایسے خاص پرندے آتے ہیں حدیث میں آیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اُن کی گردنیں جیسے اونٹوں کی طرح گردنیں ہیں (خاص پرندے ہیں پتہ نہیں کہاں سے آئیں گے، سبحان اللہ) وہ اِن کی لاشوں کو اٹھا اٹھا کر سمندر میں پھینک دیں گے اور اس طریقے سے زمین سے کا صفایا ہو جائے گا اور پھر اس کے بعد زمین اتنی زیادہ ذرخیز ہو جائے گی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک انار جو ہے پوری قوم کو کافی ہو گا (ایک انار!) اور اس انار کے خول میں جیسے خیمہ ہوتا ہے نا گھر ہوتا ہے ویسے لوگ اس کے اندر رہیں گے (اتنی زیادہ ذرخیز زمین ہو گی) اور اتنا یعنی جانوروں میں دودھ بڑھ جائے گا اور جسامت زیادہ ہو جائے گی اور جانور پھر سے بہت زیادہ تگڑے تازے ہو جائیں گے اس طریقے سے پھر خیر دنیا میں پھیل جائے گا، پھر آخر میں ایک ہوا جو ہے وہ چلے گی اور جو مومن ہیں اُن کی روح کو قبض کر لے گی، پھر جو شرار الخلق ہیں جو بدترین لوگ ہیں پھر اُن پر قیامت قائم ہو گی۔

تو یہ آخری وقت کی باتیں ہو رہی ہیں یوم الساعۃ کی، الغرض، تو یاجوج اور ماجوج کا مختصر یہ قصہ ہے۔

واپس آتے ہیں تفسیر میں اب دیکھیں: اب ظاہر ہے کہ یہ قوم اسلام میں داخل ہو چکی تھی ورنہ تو پھر قتل تھا دوسرا راستہ تو تھا نہیں، تو اسلام تو قبول کر لیا تھا لیکن مسئلہ یہ تھا کہ یاجوج اور ماجوج آتے تھے اور فساد برپا کرتے تھے تو انہوں نے یہ عرض کی ہے کہ آپ اتنے طاقتور ہیں ماشاء اللہ آپ ہماری کچھ مدد کریں آپ چاہیں تو ہم مال اپنا دے دیتے ہیں لیکن ہمیں اِن کے شر سے محفوظ ہونا ہے آپ کچھ کریں اور کچھ ایسا کام کریں کہ ان کے شر سے ہم محفوظ ہو جائیں:

﴿قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ﴾ (جب انہوں نے پیسے کا یعنی بتایا کہ ہم آپ کو پیسہ دینا چاہتے ہیں ﴿قَالَ﴾ ذوالقرنین نے فرمایا ﴿مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ﴾ جو کچھ ربّ نے مجھے عطا فرمایا ہے قدرت اور تمکین دی ہے وہ میرے لیے بہتر ہے اور خیر ہے) ﴿فَاَعِيْنُوْنِيْ﴾ (پس آپ میری مدد کیجیے) ﴿بِقُوَّةٍ﴾ (اپنی طاقت سے اپنی نفری سے (جو آپ کے پاس لوگ ہیں جو دیواریں بنانا یا کچھ کنسٹرکشن (Construction) کا کام کرنا جانتے ہیں آپ ان میں تو میری مدد کیجیے)) ﴿اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا﴾ (تاکہ میں تمہارے اور اُن کے بیچ میں ایک دیوار قائم کر دوں) (الکھف:95)

دیکھیں دو پہاڑ تھے تقریباً برابر کے اور بیچ میں ایک راستہ گزرتا تھا وہ لوگ اس پہاڑ کے راستے سے پیچھے سے کہیں سے آتے تھے اور یہی ایک ہی گزر تھا باقی راستہ تھا نہیں اُن کا، یہیں سے آتے تھے قتل و غارت کرتے تھے فساد برپا کر کے واپس چلے جاتے تھے۔

﴿اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ﴾ (آپ اکٹھا کریں لوہے کی جو تختیاں ہیں (لوہے کی جو مختلف چادریں اور حصے ہیں)) ﴿حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ﴾ (یہاں تک کہ جب دونوں کو پہاڑوں کے اوپر برابر کر دیا ہے) ﴿قَالَ انْفُخُوْا﴾ (تو ذوالقرنین نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگا دیں) ﴿حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا﴾ (اس میں پھونکیں تاکہ آگ لگ جائے)، جب آگ پھیل گئی اُس پوری جگہ پر: ﴿قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝۹۶﴾ (اب مجھے تانبہ دے دیں (پگھلا ہوا تانبہ) تاکہ میں اس میں تانبہ ڈال دوں) (الکھف:96)۔

دو پہاڑ ہیں آمنے سامنے اب وہ پہاڑ اُن کے کیونکہ برابر کے تھے لوہے کی چادریں دونوں طرف، یہ پہاڑ ہیں اس طرف یوں سمجھیں یہ راستہ ہے اب یہاں پر اور یہاں پر یہ دو دیواریں ہو گئیں لوہے کی پوری اور پھر اس میں تانبہ بھر دیا دونوں کے بیچ میں اور اس میں آگ لگا دی اور پورے کا پورا ایک دیوار کی مانند جو ہے جکڑا ہوا دونوں پہاڑوں سے وہ دیوار بن گئی ہے، جب یہ دیوار مضبوط ہو گئی بن گئی تب یاجوج اور ماجوج آئے واپس اگلے دن دیکھا تو دیوار ہے۔

﴿فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝۹۷﴾ (اللہ نے فرمایا ہے کہ اتنی مضبوط دیوار ہے ﴿فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ﴾ کہ اس کے اوپر سے نہ جا سکے (ظہور کہتے ہیں ظاہراً اوپر سے جانا، تو اس دیوار کو پھلانگ نہ سکے یا بہت ہی اونچی دیوار تھی ان کے پاس کوئی راستہ کوئی طریقہ نہیں تھا کہ اس دیوار سے اوپر جائیں پہاڑوں کی مانند اتنی اونچی دیوار تھی تو نہ جا سکے) ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝۹۷﴾ اور نہ ہی اُس میں سوراخ کر سکے (نقب کہتے ہیں سوراخ کو اور نہ ہی اُس میں سوراخ کر سکے)) (الکھف:97)۔

پہاڑ کے اوپر جانا آسان ہے یا سوراخ کرنا آسان ہے؟ مشکل تو دونوں ہیں تو دونوں میں سے زیادہ آسان کیا ہے پہاڑ کے اوپر انسان جائے یا پہاڑ کو سوراخ کر کے بیچ میں سے گزر کر جائے؟ اوپر سے جائے نا۔

اچھا دیکھیں لفظ دیکھیں: ﴿فَمَا اسْطَاعُوْٓا﴾ میں تاء نہیں ہے ایک حرف کم ہے، اور ﴿وَمَا اسْتَطَاعُوْا﴾ میں تاء ہے ایک حرف زیادہ ہے، جو مشکل زیادہ ہے اس میں ایک حرف زیادہ ہے جو کم مشکل ہے اس میں ایک حرف بھی کم ہے یہ انداز بیان کی قرآن مجید کی خوبصورتی ہے کہ الفاظوں کو ہی آپ دیکھیں (سبحان اللہ) اُن میں بھی آپ کو فرق نظر آئے گا۔

حالانکہ "استطاعت" ایک ہی ہے کہ طاقت نہیں ہے نہ تو اس کو پھلانگنے کی طاقت ہے اور نہ ہی اس کو سوراخ کرنے کی اور گزرنے کی طاقت ہے، جب طاقت میں فرق تھا ایک کچھ تھوڑا آسان تھوڑی مشکل تھی تو ایک حرف کے ساتھ اس مشکل کو بھی بیان کر دیا ایک حرف میں صرف کہ دیوار میں سوراخ کرنا حد سے زیادہ مشکل ہے نہ کر سکے!

اس کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ اُن کے جو سردار ہیں وہ روزانہ سوراخ کرتے ہیں (اُس دن سے ابھی تک لگے ہوئے ہیں پتہ ہے!) اور جب شام آتی ہے تو اُن کا جو سردار ہے کہتا ہے کہ اب بس کل آ کر پھر اس کو پورا کریں گے، جب واپس جاتے ہیں تو دیوار پھر سے بند ہو جاتی ہے، اگلے دن آتے ہیں

پھر دیوار پھر کہتے ہیں اس طریقے سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب وقت آئے گا اس کے ختم ہونے کا کھلنے کا مکمل طور پر تو اُن کا جو سردار ہے وہ کہے گا "ان شاءاللہ" کہ کل ان شاءاللہ ہم اسے توڑیں گے، جب ان شاءاللہ کہے گا تو اگلے دن دیوار کو توڑیں گے۔

جو سوراخ ابھی ہوا ہے چھوٹا سا سوراخ ہے ابھی اس میں سے کوئی گزر نہیں سکتا شاید بڑھتا بھی ہو گا اللہ اُعلم یہ اُس زمانے کی بات ہے لیکن توڑنے کے قابل نہیں ہے ٹوٹے گا کب؟ جب اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا۔

دیکھیں آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ﴾(الکھف:98): کہا کہ یہ میرے ربّ کی رحمت ہے (یعنی یہ سارا کچھ دیوار کا قائم ہونا اُن کے شر سے محفوظ کرنا یہ میرا کوئی کمال نہیں ہے کس کی رحمت ہے کس کا کرم ہے؟ ﴿هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ﴾)۔

﴿فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ﴾: پس جب میرے ربّ کا وعدہ آئے گا (یعنی قیامت آئے گی تو قیامت جب قریب ہو گی یا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ یاجوج اور ماجوج نکلیں گے، جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ آئے گا اور اس دیوار کے خاتمے کا وقت آئے گا)۔

﴿جَعَلَهٗ دَكَّآءَ﴾: اس دیوار کو اللہ تعالیٰ زمین کے برابر کر دے گا (دکّ کہتے ہیں زمین کے برابر کر دینا، ختم کر دینا، توڑ دینا)۔

﴿وَكَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا ﴿٩٨﴾﴾ (اور میرے ربّ کا وعدہ حق ہے)۔

﴿وَتَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ يَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا ﴿٩٩﴾﴾(الکھف:99)

﴿وَتَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ يَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ﴾: اور ہم نے ان کو چھوڑا آپس میں گھل مل گئے۔ (یعنی یاجوج اور ماجوج جب نکلیں گے تو کچھ چھوڑیں گے نہیں بستیوں میں داخل ہو جائیں گے لوگوں کی قتل و غارت کریں گے، جیسے موجیں ہوتی ہیں نا سمندر کی ایسے موجیں ہوں گے اور یہ فساد ایسے برپا ہو گا)۔

کب تک؟ ﴿وَّنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ﴾: اور صور پھونکا گیا۔

﴿فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا ﴿٩٩﴾﴾: اور ہم نے سب کو جمع کیا۔

سب مر گئے یاجوج اور ماجوج بھی مر گئے، یعنی جب صور پھونکا جائے گا:

(۱) پہلا صور پھونکا جائے گا فَزَع کا اُس کے ساتھ دوسرا ہو گا صَعَق کا: یہ ایک صور میں ایک دو دفعہ ہے۔

(۲) پھر جو دوسرا ہو گا جو الگ سے ہے وہ دوبارہ زندہ ہونے کا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں صور کو اُٹھایا ہوا ہے اور گردن آسمان کی طرف عرش کی طرف ہے؛ کب سے؟ جب سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اُس وقت کا انتظار ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے کہ صور پھونکنا ہے اور مسلسل آنکھیں کھلی ہوئی ہیں بند نہیں کیں پلک بھی ایک دفعہ نہیں جھپکی اُن کی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ایک پلک جھپکنے کی بھی تاخیر نہ ہو (مسلسل جب سے پیدا کیا ہے اور صور پھونکنے کے منتظر ہیں)۔

جب اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا صور پھونکا جائے گا تو صور میں نے بتایا ہے کہ دفعۃ الاولی میں دو حصے ہیں پہلے حصے میں فَزَع ہے اور دوسرے حصے میں صَعق ہے اور لوگ مر جائیں گے:

(۱)فَزَع میں جیسا کہ سورۃ الحج کی ابتدائی آیات میں ہے کہ حاملہ عورت جو ہے اس کا حمل گر جائے گا(یہ سب فَزَع کی حالت میں ہوگا نا سارا)اور جو دودھ پلانے والی عورت ہے وہ بھول جائے گی کہ کس کو دودھ پلایا ہے(الحج:2)،سب فَزَع کی حالت ہے۔

(۲)صَعق میں پھر لوگ جتنے بھی زندہ ہیں سب مر جائیں گے۔

(۳)اور پھر جب اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا قیامت جب قائم ہوگی پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور دوسرا صور پھونکنے کے بعد دوبارہ لوگ زندہ ہوں گے۔

﴿فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا﴾:سب کو جمع کریں گے میدان محشر میں۔

﴿وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا﴾ (اور ہم جہنم کو لوگوں کے سامنے کر دیں گے(لوگ جو جہنم کو نہیں مانتے ایک وقت آئے گا جب جہنم سامنے آجائے گی))(الکھف:100)۔

صحیح حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "جہنم کی ستّر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام پر ستّر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے اُسے قابو کرنے کی کوشش کریں گے"۔

جہنم بے قابو ہونا چاہتی ہے شدید غصے میں ہے کہ کافر کو اُس کا بس نہیں ہے کہ فوراً جا کر نگل لے کیوں؟!کیونکہ نافرمان ہے ربّ کی نافرمانی کی ہے سزا دینا چاہتی ہے،اتنی شدید غصے میں ہے!

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جو ہے اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم ہوگی دائیں طرف دیکھے گا اپنے اعمال ہوں گے بائیں طرف دیکھے گا تو اپنے اعمال ہوں گے۔

تو جہنم کو سامنے لایا جائے گا لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے جو آج انکاری ہیں جہنم کے جو کافر ہیں(کیونکہ جہنم پر ایمان اور جنت پر ایمان ارکان ایمان میں سے ہے یوم آخرت پر ایمان کا حصہ ہے)جو جہنم کا انکار کرتے ہیں یا جنت کا انکار کرتے ہیں وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں،تو کافر ہی جہنم کا انکار کرتے ہیں ایک وقت آئے گا جب جہنم جو ہے وہ سامنے لائی جائے گی(اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے،آمین)۔

﴿الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ﴾(وہ جو میرے ذکر سے اندھے تھے(آنکھوں پر پٹیاں تھیں میرے ذکر سے اندھے تھے اُن کو حق نظر نہیں آتا تھا وہ حق دیکھنا نہیں چاہتے تھے))﴿وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا﴾(اور نہ وہ سننے کی طاقت رکھتے تھے(یعنی نہ وہ حق سننا چاہتے تھے))(الکھف:101)۔

کافر کیا کرتا ہے دنیا میں ؟نہ تو حق اُسے نظر آتا ہے نہ دیکھنا چاہتا ہے اور نہ وہ حق کو سننا چاہتا ہے اسی لیے تو وہ جھٹلاتا ہے اور کافر ہے اب وہ کیا کرے گا جہنم تو اب سامنے آگئی ہے ؟!اب دیکھ بھی رہا ہے اور اُس کا جو شہیق ہے وہ سُن بھی رہا ہے اُس کے غصے کو بھی دیکھ رہا ہے کہ عذاب اب سر پر آ گیا ہے !

اگلے درس میں مکمل کرتے ہیں ان شاءاللہ آخری آیات میں بہت بڑے عظیم پیغام ہیں، قصہ تو ختم ہو گیا ہے یاجوج اور ماجوج کا اور ذوالقرنین کا آگے دیکھیں اس سورۃ کا جو اختتام ہے وہ کس پیارے انداز سے ہے جیسا کہ :

(۱) ابتداء میں ایک خوبصورت انداز بیان تھا کہ کس طریقے سے سورۃ کی ابتداء ہوئی اور عظیم پیغام تھے کہ یہ کتاب ہے اور عظیم کتاب ہے بندے پر نازل کی گئی ہے جس میں خبردار کرنا ہے۔

(۲) اور پھر آہستہ آہستہ اصحاب الکھف کا قصہ آیا ہے۔

(۳) پھر اُن کا قصہ آیا ہے جو باغ والے ساتھی تھے۔

(۴) پھر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور خضر علیہ الصلاۃ والسلام کا قصہ آیا ہے۔

(۵) پھر ذوالقرنین کا قصہ ہے۔

اب دیکھیں ان قصوں کے بعد اس عظیم سورۃ کا اختتام کس پیغام سے ہوتا ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ یہیں سے درس کا آغاز کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 018-06.سورۃالکھف کی مختصر تفسیر (آیات:100-83) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio